

فہم قرآن کورس

معلم
فضیلہ اشج
ابو نعمان بشیر احمد

سلسلہ ۱ عَمَّ (پارہ 30)

سبق 7

سورة البروج

تعارف

سورت کا تعارف

① اس سورت کا نام پہلی ہی آیت ”الْبُرُوج“ سے لیا گیا ہے۔ یہ سورت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے اس لیے اسے ”مکی“ سورت کہا جاتا ہے۔

② اس سورت میں ایک رکوع، 22 آیات، 109 کلمات، اور 475 حروف ہیں۔

③ قرآنی ترتیب میں اس کا نمبر 85 اور نزول نمبر 27 ہے۔

④ ربط: گزشتہ ”سورة الانشقاق“ میں منکرین کو ایمان نہ لانے اور آیات سن کر عاجزی نہ کرنے پر زبرد تو بیخ کی تھی اور اس کا سبب اہل ایمان کے ساتھ دلوں میں عداوت و حسد تھا تو اس سورت میں منکرین کی عداوت کے اظہار کا ذکر ہے۔

گزشتہ سورت میں منکرین کے لیے آخری تحویف تھی تو اس سورت میں دنیاوی تحویف کا ذکر کیا گیا ہے۔

⑤ خلاصہ سورت: اس سورت میں کافروں کے ظلم و ستم اور ان کے برے انجام سے آگاہ کیا گیا ہے جو وہ اہل ایمان پر صرف اس بنا پر کرتے تھے کہ وہ ایک اللہ کو ماننے والے ہیں۔ اس سلسلے میں اصحاب اخدود کا قصہ بیان کیا گیا ہے اور اہل ایمان کو مشکلات میں صبر و استقامت کا درس دیا گیا ہے اور کافروں کو اللہ تعالیٰ کی سخت گرفت سے ڈرایا گیا ہے۔ جیسے اس کی گرفت قوم فرعون و ثمود پر ہوئی تھی۔ آخر میں منکرین قرآن کو تنبیہ سنادی گئی ہے کہ قرآن کریم کی آواز کو تم ہرگز دبا نہیں سکتے کیونکہ یہ تو لوح محفوظ میں موجود ہے جس تک کسی کو بھی رسائی نہیں ہے۔

آیات کا لفظی و بامحاورہ ترجمہ

اباھا ۲۲ ﴿۱۸۵﴾ سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ ۲۷ ﴿۱﴾ مَرْكُوعًا ۱ ﴿۲﴾ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳﴾

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ① وَالْيَوْمِ الْبَوَّعُودِ ② وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ③ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُوْدِ ④

قسم ہے آسمان	برجوں والے کی	اور اس دن کی	جس کا وعدہ کیا گیا ہے	اور حاضر ہونے والے کی	اور حاضر کیے ہوئے کی	ہلاک کیے گئے خندقوں والے
--------------	---------------	--------------	-----------------------	-----------------------	----------------------	--------------------------

برجوں والے آسمان کی قسم ہے اور وعدہ دیئے ہوئے دن کی قسم اور حاضر ہونے والے (جمعہ کے دن کی) اور حاضر کیے ہوئے (عرفہ کے دن کی) کہ خندقوں والے ہلاک ہو گئے۔

النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ ۚ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ۖ وَهُمْ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ۚ وَمَا نَقْمُوا

(یعنی) آگ	ایندھن والی	جب (کہ) وہ	اس پر	بیٹھے تھے	اور وہ	اس کو جو	وہ کر رہے تھے	مومنوں کے ساتھ	دیکھ رہے تھے	اور انہیں انہوں نے
(کی خندقیں)										انتقام لیا

(یعنی) ایندھن والی آگ (کی خندقیں) جب کہ وہ ان (کے کناروں پر) بیٹھے ہوئے تھے اور جو کچھ وہ ایمان والوں سے کر رہے تھے، اسے سامنے دیکھ رہے تھے اور انہوں نے ان مومنوں سے

مِنْهُمْ ۚ اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ الَّذِي لَهُ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

ان سے	مگر	(اس بات کا) کہ وہ	اللہ پر	جو غالب	قابل تحریف ہے	وہ ذات کہ	اسی کیلئے ہے بادشاہی	آسمانوں	اور زمین کی	اور اللہ	ہر چیز پر
		ایمان لائے تھے									

صرف اس بات کا انتقام لیا کہ وہ اللہ غالب قابل ستائش پر ایمان لائے تھے۔ جس کے لیے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر

شَهِيدٌ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابٌ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ

شاہد ہے	بے شک جنہوں نے	تکلیفیں دیں	مومن مردوں	اور مومن عورتوں کو	پھر	انہوں نے توبہ نہ کی	تو ان کیلئے	جہنم کا عذاب ہے	اور ان کیلئے
---------	----------------	-------------	------------	--------------------	-----	---------------------	-------------	-----------------	--------------

خوب گمران ہے۔ بے شک جنہوں نے مومن مردوں اور عورتوں کو آزمائش میں ڈالا پھر تو یہ (بھی) نہ کی ان کیلئے جہنم کا عذاب ہے اور ایسا عذاب ہے جو

عَذَابُ الْحَرِيقِ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنَّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ذٰلِكَ

جلانے والا عذاب ہے	بے شک جو لوگ	ایمان لائے	اور عمل کیے انہوں نے	نیک	ان کیلئے	باغات ہیں	بہتی ہیں	اس کے نیچے سے	نہریں	یہ (ہی)
--------------------	--------------	------------	----------------------	-----	----------	-----------	----------	---------------	-------	---------

جلا کے رکھ دے گا، یقیناً جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، یہی بہت

الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ۚ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۚ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ۚ

بہت بڑی کامیابی ہے	بے شک پکڑ	تیرے رب کی	البتہ نہایت سخت ہے	بے شک وہی	پہلی بار پیدا	اور وہی دوبارہ	اور وہی	بہت زیادہ	بہت محبت کرنے
				کرتا ہے		پیدا کریگا		بخشنے والا	والا ہے

بڑی کامیابی ہے۔ آپ کے پروردگار کی گرفت یقیناً بڑی سخت ہے، وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور وہ بہت زیادہ بخشنے اور محبت کرنے والا ہے۔

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۚ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۚ فِرْعَوْنُ وَثَمُوْدُ ۚ بَلِ الَّذِيْنَ

عرش والا	بڑی شان والا	کر ڈالنے والا	اس کو جو	وہ چاہتا ہے	کیا آئی ہے آپ کے پاس	لشکروں کی خبر	(یعنی) فرعون	اور ثمود کی	بلکہ	جنہوں نے
----------	--------------	---------------	----------	-------------	----------------------	---------------	--------------	-------------	------	----------

عرش کا مالک ہے اونچی شان والا ہے۔ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ کیا آپ کے پاس لشکروں کی یعنی فرعون و ثمود کی خبر پہنچی ہیں؟ لیکن کافر تو (جان بوجھ کر)

كَفَرُوْا فِیْ تَكْذِیْبٍ ۚ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآیِهِمْ ۚ مُّحِیْطٌ ۚ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِیْدٌ ۚ فِیْ لَوْحٍ مَّحْضُوْطٍ ۚ

کفر کیا	جھٹلانے میں (لگے ہوئے ہیں)	اور اللہ	ان کو ہر طرف سے	گھیرے ہوئے ہے	بلکہ وہ	قرآن ہے	اونچی شان والا	لوح محفوظ میں (لکھا ہے)
---------	----------------------------	----------	-----------------	---------------	---------	---------	----------------	-------------------------

جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ (یہ کتاب بطلان و مذاق نہیں) بلکہ یہ قرآن عظیم الشان ہے جو لوح محفوظ میں (درج) ہے۔

اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ

الْقَوُزُ	فوز و فلاح، فائز، فائزین
الْكِبَرُ	کبیر، تکبیر، اکبر، اکابر، مکتبر
لَشَدِيدٍ	شدید، شدت، تشدد، تشدد، اشد ضرورت
يُبْدِي	ابتداء، ابتدائی طور پر، مبتدی
يُعِيدُ	عود کرنا، اعادہ، عادی مجرم، معاد
يُرِيدُ	ارادہ، بلا ارادہ، ارادت، مراد، مرید
فُحِيطَ	احاطہ کرنا، محیط دائرہ، بحر محیط، ارضی محیط
لَوْحٍ	لوح محفوظ، لوح و قلم، لوح قرآنی
مَحْفُوظٌ	حفاظت، محفوظ، محافظ، تحفظ
السَّمَاءُ	ارض و سماء، کتب سماویہ، سماوی آفات
الْبُرُوجُ	برج، برجی، برجیاں، چوہرہ
الْيَوْمِ	یوم آزادی، یوم آخرت، یوم حساب
شَاهِدٍ / شُهُودٌ	شاہد، شہید، شہادت، مشاہدہ، عینی شاہد
قُتِلَ	قتل، قاتل، مقتول، قتل عام
ذَاتِ	ذات باری تعالیٰ، ذاتی کام، ذاتیات، بذات خود
قُعُودٌ	قعدہ، قعدہ اولیٰ، مقعد، مقاعد
نَقَمُوا	انتقام، منتقم مزاج، انتقامی کارروائی
يَتُوبُوا	توبہ، توبہ واستغفار، تائب، تواب

مختصر گرامر و لغت

تَجَرَّجِي	واحد مؤنث غائب، مضارع معلوم، مصدر "جَرَّجِي" (جاری ہونا)
يُبْدِي	واحد مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر "إِبْدَاءٌ" (ایجاد کرنا)
يُعِيدُ	واحد مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر "إِعَادَةٌ" (لوٹانا)
فَعَّالٌ	واحد مذکر، اسم مبالغہ، مصدر "فَعَّلَ" (کرنا)
يُرِيدُ	واحد مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر "إِرَادَةٌ" (چاہنا، خواہش کرنا)
آتَاكَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر "إِتْيَانٌ" (آنا) آخر میں "لَک" ضمیر مفعول کی ہے۔
مُحِيطٌ	واحد مذکر، اسم فاعل، مصدر "إِحَاطَةٌ" (گھیرنا)
مَحْفُوظٌ	واحد مذکر، اسم مفعول، مصدر "حِفْظٌ" (حفاظت کرنا)
الْبُرُوجُ	برج کی جمع ہے، بلند عمارت، مضبوط قلعہ، ستون
الْمَوْعُودُ	واحد مذکر، اسم مفعول، مصدر "وَعْدٌ" (وعدہ کرنا)
شَاهِدٍ	واحد مذکر، اسم فاعل، مصدر "شَهَادَةٌ / شُهُودٌ" (حاضر ہونا، گواہی دینا)
مَشْهُودٌ	واحد مذکر، اسم مفعول، مصدر "شَهَادَةٌ / شُهُودٌ" (حاضر ہونا، گواہی دینا)
قُتِلَ	واحد مذکر غائب، ماضی مجہول، مصدر "قَتَلَ" (قتل کرنا)
قُعُودٌ	قَاعِد کی جمع (بیٹھنا)
مَا نَقَمُوا	جمع مذکر غائب، ماضی منفی معلوم، مصدر "نَقَمَ" (انتقام لینا)
فَتَنُوا	جمع مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر "فَتَنَةٌ" (آزمائش کرنا)
لَهُ يَتُوبُوا	جمع مذکر غائب، مضارع جہد معلوم، مصدر "تُوبَةٌ" (توبہ کرنا)

تفسیر و تشریح:

والے باز نہ آئے جیسے اصحاب الاخدود نے ظلم کیا تو وہ دن آنے والا ہے جس میں ہر ظالم کی سخت گرفت ہوگی اور ہر مظلوم کی دادی کی جائے گی۔

وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ

”شَهِيد“ کا معنی حاضر ہونے والا اور ”مَشْهُود“ جس کے پاس حاضر ہوا جائے۔ لفظوں کے عموم کے لحاظ سے اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو کہیں حاضر ہو سکتا ہے اور مشاہدہ کر سکتا ہے۔ اسی طرح مشہود میں وہ تمام چیزیں شامل ہو سکتی ہیں جن کے پاس حاضر ہوا جائے اور جن کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہو۔ پھر مفسرین نے ”شَهِيد“ اور ”مَشْهُود“ کی تفسیر کرتے ہوئے جس چیز کو زیادہ مناسب سمجھا اس کے ساتھ تفسیر کر دی ہے۔ چنانچہ بہت سے صحابہ و تابعین نے ”شَهِيد“ سے مراد جمعہ کا دن لیا ہے کیونکہ یہ شہر، شہر، بستی بستی لوگوں کے پاس حاضر ہوتا ہے۔ اور ”مَشْهُود“ سے مراد عرفہ کا دن لیا ہے کیونکہ اس میں لوگ خود میدان عرفات میں حاضر ہوتے ہیں۔

مطلب یہ ہوا کہ جس طرح اصحاب اخدود نے بے بس اہل ایمان کے جلنے کا تماشا دیکھا۔

وَالسَّمَاءُ ذَاتِ الْبُرُوجِ

”البروج“ بُرُوج کی جمع ہے، اس کا اصل معنی ہے ”ظاہر ہونے والی چیز“۔ اس لیے بلند محل، ستون اور ستاروں کے مجموعہ کو بھی بروج کہتے ہیں کیونکہ یہ نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح سورج و چاند کی منزلوں کو بھی بروج کہا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ قادر مطلق ذات ہے جس نے اتنے وسیع و عریض آسمان کو بغیر ستونوں کے کھڑا کر دیا جبکہ تم ایک کاغذ کا پرزہ فضا میں بغیر سہارے کے کھڑا نہیں کر سکتے۔ پھر اس نے اربوں و کھربوں ستارے و سیارے بنا دیئے جو ہزاروں میل فی منٹ کی رفتار سے اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں، کیا خیال کہ اُن کی رفتار و مدار میں ذرہ برابر فرق آئے۔ ایسی ذات کی گرفت سے کیا انسان بچ سکتا ہے؟ اس لیے بغاوت و سرکشی کا رویہ بدل لو۔

وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ

جزا و سزا کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ دن سے مراد قیامت کا دن ہے۔ یعنی اگر ظلم و ستم کرنے

پھر اس کو پتھر سے مارا تو وہ جانور مر گیا اور لوگ گزرنے لگے۔ پھر وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اس سے یہ حال کہا تو وہ بولا کہ بیٹا تو مجھ سے بڑھ گیا ہے، یقیناً تیرا تہہ یہاں تک پہنچا جو میں دیکھتا ہوں اور تو عنقریب آرمایا جائے گا۔ پھر اگر تو آرمایا جائے تو میرا نام نہ بتلانا۔ اس لڑکے کا یہ حال تھا کہ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا اور ہر قسم کی بیماری کا علاج کرتا تھا۔

یہ حال جب بادشاہ کے مصاحب جو کہ اندھا ہو گیا تھا سنا تو اس لڑکے کے پاس بہت سے تحفے لایا اور کہنے لگا کہ یہ سب مال تیرا ہے اگر تو مجھے اچھا کر دے۔ لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو اچھا نہیں کرتا، اچھا کرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اگر تو اللہ پر ایمان لائے تو میں اللہ سے دعا کروں گا تو وہ تجھے اچھا کر دے گا۔ وہ وزیر اللہ پر ایمان لایا تو اللہ نے اس کو اچھا کر دیا۔ وہ بادشاہ کے پاس گیا اور اس کے پاس بیٹھا جیسا کہ بیٹھا کرتا تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ تیری آنکھ کس نے روشن کی؟ وزیر بولا کہ میرے مالک نے۔ بادشاہ نے کہا کہ میرے سوا تیرا مالک کون ہے؟ وزیر نے کہا کہ میرا اور تیرا مالک اللہ ہے۔ بادشاہ نے اس کو پکڑا اور عذاب شروع کیا، یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا نام لے لیا۔ وہ لڑکا بلا گیا۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ اے بیٹا تو جادو میں اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہے اور بڑے بڑے کام کرتا ہے؟ وہ بولا کہ میں تو کسی کو اچھا نہیں کرتا بلکہ اللہ اچھا کرتا ہے۔ بادشاہ نے اس کو پکڑا اور مارتا رہا، یہاں تک کہ اس نے راہب کا نام بتلایا۔ راہب پکڑ لیا گیا۔ اس سے کہا گیا کہ اپنے دین سے پھر جا۔ اس نے نہ ماننے پر بادشاہ نے ایک آ رہ منگوا یا اور راہب کی مانگ پر رکھ کر اس کو چیر ڈالا، یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر وہ وزیر بلا یا گیا، اس سے کہا گیا کہ تو اپنے دین سے پھر جا، اس نے بھی بادشاہ کا حکم نہ مانا اس کی مانگ پر بھی آ رہ رکھا گیا اور چیر ڈالا یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر وہ لڑکا بلا یا گیا، اس سے کہا کہ اپنے دین سے پلٹ جا، اس نے بھی نہ انکار کیا۔ اس نے اپنے چند ساتھیوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو فلاں پہاڑ پر لے جا کر چوٹی پر چڑھاؤ، جب تم چوٹی پر پہنچو تو اس لڑکے سے پوچھو، اگر وہ اپنے دین سے پھر جائے تو خیر، نہیں تو اس کو چوٹی سے دھکیل دو۔ وہ اس کو لے گئے اور پہاڑ پر چڑھایا۔ لڑکے نے دعا کی کہ

اللَّهُمَّ اخْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ

الہی جس طرح تو چاہے مجھے ان کے شر سے بچا۔ پہاڑ بلا اور وہ لوگ گر پڑے۔ وہ لڑکا بادشاہ کے پاس چلا آیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تیرے ساتھی کہاں گئے؟ اس نے کہا کہ اللہ نے مجھے ان کے شر سے بچالیا۔ پھر بادشاہ نے اس کو اپنے چند ساتھیوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو ایک کشتی میں دریا کے اندر لے جاؤ، اگر اپنے دین سے پھر جائے تو ٹھیک، ورنہ اس کو دریا میں پھینک دینا۔ وہ لوگ اس کو لے گئے۔ لڑکے نے کہا کہ الہی!

اللَّهُمَّ اخْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ

تو مجھے جس طرح چاہے ان کے شر سے بچالے۔ وہ کشتی اونڈھی ہو گئی اور لڑکے کے سوا سب لوگ ڈوب گئے اور لڑکا زندہ بچ کر بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تیرے ساتھی کہاں گئے؟ وہ بولا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے شر سے بچالیا۔ پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ تو مجھے اس وقت تک نہ مار سکے گا، جب تک کہ جو طریقہ میں بتلاؤں وہ نہ کرے۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا؟ اس نے کہا کہ تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر کے مجھے ایک لکڑی پر سولی دے، پھر میرے ترکش سے ایک تیر لے کر کمان کے اندر رکھ، پھر کہہ

بِاسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِ

اور دیگر ظالموں نے مظلوموں کو اذیتوں میں مبتلا کر کے دادیں حاصل کیں، قیامت کے دن ساری مخلوق دیکھے گی کہ ان ظالموں کی کیا گھٹ بنتی ہے اور تمام ان کا تماشا دیکھیں گے۔

فَتِلْ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ وَهُمْ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ

گزشتہ چار قسموں کا جواب قسم یہ دیا کہ اصحاب اخدود ہلاک ہو گئے۔ جن لوگوں نے بڑی بڑی خنڈیں کھود کر انہیں آگ سے بھر دیا تھا، پھر اہل ایمان کو اس آگ میں پھینک کر ان کے جلنے کا تماشا دیکھتے رہے تھے، ایسا کرنے والے دنیا و آخرت میں تباہ و برباد ہو گئے کیونکہ وہ ذات جو ان بلند یوں والے آسمان کو تھامے ہوئے ہے، جس نے انصاف کے لیے ایک دن مقرر کیا ہوا ہے اور جس کی نگاہ سے نہ کوئی کسی جگہ حاضر ہونے والا غائب ہے اور نہ حاضری کا کوئی موقع پوشیدہ ہے۔ وہ ان سنگ دل ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا ضرور دے گا۔

دنیا میں بہت سے واقعات ہو چکے ہیں اور اب بھی ہو رہے ہیں کہ اہل ایمان کو زندہ آگ میں جلا دیا گیا۔ قرآن کریم میں جن اصحاب اخدود کا ذکر کیا گیا ہے ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا تذکرہ صحیح حدیث کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اصحاب الاخدود کون ہیں؟

اس واقعے کی تفصیل صحیح مسلم میں یوں بیان کی گئی ہے۔

گزشتہ زمانے میں ایک بادشاہ کا جادوگر اور نجومی تھا۔ جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا:

إِنِّي قَدْ كَبُرْتُ، فَأَبْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أَعْلَمُ السَّخَرَ

”بے شک میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں، ایک (ذہین) لڑکا میرے سپرد کرو تا کہ میں اسے جادو سکھا دوں۔“ چنانچہ بادشاہ نے ایک سمجھدار لڑکا تلاش کر کے اس کی طرف بھیجنا شروع کر دیا جسے وہ جادو سکھاتا۔ اس (بچے) کے رستے میں ایک راہب کا بھی ٹھکانہ تھا، وہ لڑکا جب بھی جادوگر کے پاس جاتا تو راہب کے پاس بھی تھوڑی دیر کیلئے ٹھہر جاتا، اس لڑکے نے جب اس کی باتیں سنیں تو اسے اچھی لگیں، چنانچہ وہ جب بھی جادوگر کے پاس جاتا تو گزرتے ہوئے راہب کے پاس بھی ٹھہر جاتا۔ جب وہ جادوگر کے پاس آتا تو دیر سے آنے کی وجہ سے جادوگر اسے مارتا۔ اس نے راہب کو بتایا۔ راہب نے اس سے کہا کہ جب تمہیں جادوگر سے مار کا ڈر ہو تو کہہ دیا کرو کہ مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب گھر والوں سے ڈر ہو تو کہہ دیا کرو کہ جادوگر نے مجھے روک لیا تھا، چنانچہ اس طرح دن گزرتے رہے۔ ایک دن لڑکے نے اپنے راستے میں ایک بہت بڑا جانور (شیر یا سانپ وغیرہ) دیکھا جس نے لوگوں کا رستہ روک رکھا تھا، لڑکے نے دل میں کہا:

الْيَوْمَ أَعْلَمُ السَّاحِرَ أَفْضَلَ أَمْ الرَّاهِبَ أَفْضَلَ؟

”آج کے دن میں جان لوں گا کہ جادوگر بہتر ہے یا راہب؟“ اس نے ایک پتھر پکڑا اور کہا:

اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَأَقْتُلْ هَذِهِ الدَّابَّةَ

”اے اللہ! اگر راہب کا معاملہ تیرے نزدیک جادوگر کے معاملے سے بہتر اور پسندیدہ ہے تو اس جانور کو (اس پتھر کے ذریعے سے) مار دے تاکہ (رستہ کھل جائے اور) لوگ گزر جائیں۔“

اسوقہ مجلہ کراچی پاکستان

صفات الہی کا تذکرہ:

ہر دور میں اہل ایمان کو سخت مشکلات سے گزرنا پڑا ہے۔ ابتداء اسلام میں مکہ میں بھی مٹھی بھر مسلمانوں کو سخت اذیتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا، تو مسلمانوں کو تسلی و تشفی دینے کے لیے فرمایا کہ ان ظالموں کے دن گنے جا چکے ہیں۔ جیسے پہلی قومیں اہل حق کی مخالفت کر کے تباہی کے دہانے پر پہنچی۔ اہل مکہ میں دو قوموں کی تباہی کا تذکرہ عام تھا یعنی قوم فرعون اور قوم ثمود۔

ان کا ذکر کر کے عبرت دلائی ہے کہ جیسے یہ بہت لشکروں والے تھے اور اپنی اس طاقت کے بل بوتے پر ظلم و ستم کرتے تھے تو ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا، اگر تم اس ڈگر پر رہے تو وہ دن دور نہیں ہیں کہ تمہارا نام و نشان بھی ختم کر دیا جائے۔

حق تو یہ تھا کہ پہلے لوگوں کا انجام سن کر یہ ایمان لے آتے لیکن یہ قسمت کے ہارے ہوئے اٹلے تکذیب کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے، اگر باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کی سخت پکڑ سے بچ نہ سکیں گے۔ چنانچہ بدر کے دن ان کی ایسی گرفت ہوئی کہ دوسروں کیلئے عبرت بن کر رہ گئے، پھر چند سالوں میں اہل کفر کا نشان تک مٹ گیا اور اطراف عالم میں حق پھیل گیا۔

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۝

اگر کفار کا یہ ذہن ہے کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی کلام نہیں ہے، بلکہ اپنی طرف سے گھڑے ہوئے قصے ہیں اور ہم پھونکوں سے اس چراغ کا بجھا دیں گے تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔ یہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی کلام ہے جو لوح محفوظ میں ہے جس تک کسی کو رسائی نہیں ہے۔ صرف مقرب فرشتے وہاں جاسکتے ہیں۔ کفار کی الزام تراشیوں سے اس کی حقانیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ جیسے قرآن مجید لوح محفوظ میں محفوظ ہے اسی طرح دنیا میں بھی قیامت تک محفوظ رہے گا۔ کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے قہر و جلال کے ذکر کے ساتھ اس کی چند صفات رحمت کا تذکرہ بھی کر دیا ہے۔ **وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ**۔ یعنی اگر تم توبہ کر لو اور اپنے گناہوں سے باز آ جاؤ تو اس کی رحمت بہت وسیع ہے وہ سابقہ زندگی بھر کے گناہ ایک جملہ ”رَبِّ اغْفِرْ لِي“ کہنے سے معاف کر دیتا ہے۔ صرف معاف ہی نہیں بلکہ گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی صفت ”الْوَدُودُ“ ہے کہ وہ اپنے بندوں سے بے پناہ محبت کرنے والا ہے۔ وہ اپنی مخلوق کو سزا دے کر خوش نہیں ہوتا بلکہ معاف کر کے خوش ہوتا ہے۔

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ۔ وہ تمہاری طرح معمولی اور عارضی اقتدار والا نہیں ہے، بلکہ اس عرش عظیم کا مالک ہے جس عرش کے سامنے زمین و آسمان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور وہ تمہاری طرح کم ظرف بھی نہیں ہے کہ معمولی سی قدرت ملے تو ظلم پر اتر آئے۔ بلکہ وہ اتنی قدرتوں کے باوجود اپنے دشمنوں اور باغیوں کو بھی ہزار ہا نعمات دے رہا ہے۔ اور حق کو قبول کر کے کامیابی کی دعوت دے رہا ہے۔

فَعَالٌ لِّمَآ يُرِيدُ۔ وہ بے بس نہیں ہے کہ مجبور ہو کر اپنے ارادے ترک کر دے، بلکہ وہ جو چاہے کر گزرنے والا ہے۔ کوئی اس کا حکم و مشیت کو ٹالنے والا نہیں ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی نے ان کی مرض الموت میں پوچھا: کیا کسی طیب نے آپ کو دکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ اس نے پوچھا: اس نے کیا کہا؟ تو فرمانے لگے اس نے کہا ہے: **إِنِّي فَعَالٌ لِّمَآ أُرِيدُ** (میں جو چاہتا ہوں وہ کر گزرتا ہوں)۔ (حلیۃ الاولیاء للاصفہانی 9/1)

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ۝ فِرْعَوْنُ وَثَمُودُ ۝ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ۝ وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ ۝

سورة الطارق

تعارف

سورت کا تعارف

① اس سورت کا نام پہلی ہی آیت کے لفظ ”الطَّارِقِ“ سے لیا گیا ہے۔ یہ سورت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے اس لیے اسے ”مکی“ سورت کہا جاتا ہے۔

② اس سورت میں ایک رکوع، 17 آیات، 61 کلمات، اور 254 حروف ہیں۔

③ قرآنی ترتیب میں اس سورت کا نمبر 86 اور نزول نمبر 36 ہے۔

④ ربط: گزشتہ سورت ”الْبُرُوج“ اور اس سورت کا آغاز ایک ہی لفظ سے کیا گیا ہے، گزشتہ سورت میں پہلی قوموں کے مکذبین کو نزول عذاب کی وعید سنائی گئی تھی تو اس سورت میں اس امت کے مکذبین کو وعید سنائی گئی ہے۔ اور گزشتہ سورت میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور وہی اعادہ بھی کرے گا اور اس میں بھی یہی درس دیا کہ وہ جب چاہے انسان کو واپس بلائے، کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

⑤ خلاصہ سورت: اس سورت میں دو مضمون بیان کیے گئے ہیں، ایک یہ کہ انسان اپنے آپ کو کثرت بے بہار نہ سمجھے بلکہ اس پر نگران ذات موجود ہے جس نے حقیر نطفہ سے پیدا کر دیا وہ واپس لٹانے پر بھی قادر ہے۔ اور دوسرا یہ کہ قرآن مجید فیصل کلام ہے جس کے اصول و قوانین اور اخبار میں کوئی بھی جھول نہیں ہے اور منکرین کی تدابیر اور حیلہ سازیوں سے اس میں نقص ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

⑥ فضیلت: ایک دفعہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے رات کی نماز لمبی پڑھائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تم لوگوں کو آزماتش میں ڈالنا چاہتے ہو، کیا تمہیں یہ کافی نہ تھا کہ **(وَالسَّابَّاءُ وَالطَّارِقِ)**، **(وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا)** اور اس طرح کی سورتیں پڑھ لیا کرو۔“

آیات کالفظی وبامحاورہ ترجمہ

﴿اٰیٰتِهَا ۱۷﴾ ﴿۸۶ سُورَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ ۳۶﴾ ﴿مَرْكُوعُهَا ۱﴾ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ۱ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۲ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۳ إِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّهَا

قسم ہے آسمان کی	اور رات کے وقت آنیوالے کی	اور کس چیز نے	خبر دی آپ کو	کیا ہے رات کو آنیوالا	(وہ) ستارہ ہے جھکنے والا	نہیں	کوئی جان بھی	مگر
-----------------	---------------------------	---------------	--------------	-----------------------	--------------------------	------	--------------	-----

قسم ہے آسمان اور رات کے وقت نمودار ہونے والے (ستارے) کی۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ رات کے وقت آنے والا کیا ہے؟ وہ جھکنے والا ایک ستارہ ہے۔ کہ کوئی جان ایسی نہیں

عَلَيْهَا حَافِظٌ ۴ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۵ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۶ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ

اس پر	ایک محافظ ہے	چنانچہ چاہیے کہ دیکھے	انسان	کس چیز سے	پیدا کیا گیا ہے وہ	وہ پیدا کیا گیا ہے	اچھلنے والے پانی سے	وہ نکلتا ہے	درمیان سے
-------	--------------	-----------------------	-------	-----------	--------------------	--------------------	---------------------	-------------	-----------

جس پر ایک محافظ مقرر نہ ہو۔ لہذا انسان کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ وہ اچھل کر نکلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جو کہ

الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۷ إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۸ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ۹ فَمَالَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا

پٹھ کے	اور سینے کی ہڈیوں کے	یقیناً وہ (اللہ)	اس کے لوٹانے پر	البتہ قادر ہے	جس دن	جانچ پڑتا ہوگی سب چھپی باتوں کی	تو نہ ہوگی اس کیلئے	کوئی طاقت	اور نہ
--------	----------------------	------------------	-----------------	---------------	-------	---------------------------------	---------------------	-----------	--------

پشت اور سینہ کے درمیان سے نکلتا ہے۔ یقیناً اللہ انسان کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔ جس دن تمام مخفی باتوں کو ظاہر کر دیا جائے گا۔ تو انسان کے پاس نہ کوئی اپنا زور ہوگا اور نہ

نَاصِرٌ ۱۰ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۱۱ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۱۲ إِنَّهُ لَقَوْلُ فَصْلٍ ۱۳ وَمَا

کوئی مددگار	قسم ہے آسمان کی	(جو) بار بار (بارش) لانے والا ہے	اور (قسم ہے) زمین کی	(جو) پودا لگتے وقت پھٹنے والی ہے	یقیناً وہ (قرآن)	البتہ بات ہے دھوک	اور نہیں ہے
-------------	-----------------	----------------------------------	----------------------	----------------------------------	------------------	-------------------	-------------

کوئی اس کی مدد کرنے والا ہوگا۔ قسم ہے آسمان کی جو بار بار بارش برساتا ہے اور قسم ہے اناج لگتے وقت پھٹ جانے والی زمین کی۔ کہ قرآن حق کو باطل سے الگ کرنے والا ہے۔ وہ

هُوَ بِالْهَزْلِ ۱۴ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۱۵ وَأَكِيدُ كَيْدًا ۱۶ فَمَهْلِ الْكَافِرِينَ أَمْهَلُهُمْ رُويْدًا ۱۷

وہ	کوئی ہنسی مذاق	بلاشبہ وہ (کافر)	چال چلتے ہیں	ایک چال	اور میں بھی تدبیر کرتا ہوں	ایک تدبیر	تو آپ مہلت دیجیے	کافروں کو	ان کو مہلت دیجیے	تھوڑی سی
----	----------------	------------------	--------------	---------	----------------------------	-----------	------------------	-----------	------------------	----------

کوئی ہنسی مذاق کی بات نہیں ہے۔ یہ لوگ ایک تدبیر کر رہے ہیں اور میں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں پس آپ ان کافروں کو تھوڑی سی ڈھیل اور مہلت دے دیجیے۔

اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ

آدْرَاكَ	درایت، روایت و درایت، لا ادری	رَجْعِهِ	رجوع، رجعت، رجعت پسند، مرجع عام
النَّجْمُ	نجم، نجوم، نجومی	لَقَادِرٌ	قادر و قدیر، قدرت، تقدیر الہی، مقدور
نَفْسٍ	نفسا نفسی، نظام نفس، نفسیاتی، نفسانی خواہشات	تُبْلَى	ابتلاء، مبتلا، کرب و بلا
كُلُّ	کل، کل رقم، کلیات، کلیہ، عقل کل	السَّرَائِرُ	سری نماز، سری قرأت، اسرار و رموز
حَافِظٌ	حافظ، حفاظت، حفظ و امان، محفوظ، حفظ قرآن، حافظ قرآن، محافظ	نَاصِرٍ	ناصر، نصرت، نصرت الہی، منصور، انصار مدینہ، حامی و ناصر
فَلْيَنْظُرِ	نظر، نظارہ، منظر، بنظر عمیق	لَقَوْلُ	قول و اقوال، قائل، قوال، قائلین، قیل و قال
خُلِقَ	خلق، خالق، مخلوق، تخلیق	فَصْلٌ	فصل، فیصلہ، حدفاصلہ، فصل ربیع، فیصلہ کن
يَخْرُجُ	خارج، مخرج، اخراج، خارجی امور، وزیر خارجہ	فَمَهْلِ	مہلت، مہلتیں، امہال
الصُّلْبِ	صلب، صلیبی بیٹا		

مختصر گرائمر و لغت

الطَّارِقُ	واحد مذکر، اسم فاعل، مصدر ”طَرَقًا“ (رات کو آنا)
أَذْرَكَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ”إِذْرَأَ“ (اطلاع دینا) آخر میں ”لَک“ ضمیر مفعول بہ ہے۔
حَافِظٌ	واحد مذکر، اسم فاعل، مصدر ”حَفِظَ“ (نگہبانی کرنا)
فَلْيَنْظُرْ	واحد مذکر غائب، امر معلوم، مصدر ”نَظَرَ“ (دیکھنا) شروع میں ”ف“ متأنفہ ہے۔
خُلِقَ	واحد مذکر، ماضی مجہول، مصدر ”خَلَقَ“ (پیدا کرنا)
يَخْرُجُ	واحد مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ”خَرَجَ“ (نکلنا)
التَّوَّابُ	”التَّوَّابَةُ“ کی جمع ہے (سینے کی ہڈی، پسلیاں)
لَقَادِرٌ	واحد مذکر، اسم فاعل، مصدر ”قَدَرَ“ (قوی ہونا، قادر ہونا)
تُبْلَى	واحد مؤنث غائب، مضارع مجہول، مصدر ”بَلَغَ“ (ظاہر کرنا)
السَّرَائِرُ	سَرِيَّة کی جمع بمعنی راز
الضَّدْعُ	صَدَعٌ يَصْدَعُ کا مصدر (پھٹنا) اس جگہ میں سے کھٹکی کا نکلنا مراد ہے۔
يَكِيدُونَ	جمع مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ”كَيَدَ“ (چال چلانا)
فَمَهْلٍ	واحد مذکر حاضر، امر معلوم، مصدر ”مَهَيْلٌ“ (مہلت دینا) شروع میں ”ف“ متأنفہ ہے۔

تفسیر و تشریح:

تفسیر و تشریح:

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ۚ وَمَا أَذْرَكَ مَا الطَّارِقُ ۚ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۚ إِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّهَا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝

الطَّارِقُ کا لفظ ”طَرَقَ“ سے مشتق ہے جس کا لغوی معنی ہے زور سے مارنا جس سے آواز پیدا ہو۔ راستے کو ”طَرِيقُ“ بھی اس لیے کہتے ہیں کہ چلنے والوں کے قدموں کی آواز آتی رہتی ہے۔ اسی مناسبت سے تھوڑے کا نام ”مِطْرَقَةٌ“ ہے۔ اور رات کے وقت آنے والے کو ”طَارِقُ“ کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی سوئے ہوئے گھر والوں کو بار بار دروازہ کٹکٹا کر بیدار کرتا ہے۔

اس جگہ ”الطَّارِقُ“ سے مراد ”النَّجْمُ الثَّاقِبُ“ یعنی چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ بہت سے مفسرین کے نزدیک ستارے کو طارق اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ رات کو نظر آتا ہے اور دن کو آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ (تفسیر الطبری 177/30)

اللہ تعالیٰ نے ستاروں کی تخلیق کا ایک مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ شیطانوں سے آسمان دنیا کی حفاظت کا ذریعہ ہیں۔ (دیکھیے سورۃ الصافات، آیت : 6-7) سیدنا عکرمہ نے ”الثَّاقِبُ“ کا معنی روشن اور شیطان کو جلانے والا کہا ہے۔ (تفسیر

الطبری 178/30)

قسم کسی بات کی تاکید کیلئے اٹھائی جاتی ہے اور اکثر طور پر جس چیز کی قسم اٹھائی گئی ہوتی ہے اس کی شہادت مقصود ہوتی ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آسمان اور چمکدار ستارے کی قسم اٹھائی ہے کہ ہر جان کے اوپر اس نے ایک حفاظت کرنے والا مقرر کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آسمان اور ستاروں کا یہ عظیم الشان نظام جو بغیر کسی ظاہری سہارے کے قائم ہے اور سالہا سال سے بغیر کسی خرابی یا حادثہ سے منظم طریقہ سے چل رہا ہے، یہ اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ جس ذات نے ان کی حفاظت کا انتظام کر رکھا ہے وہی ہر جان کی حفاظت کر رہا ہے۔ جس طرح اس نے آسمانوں کی حفاظت کے لیے ستاروں کو مقرر کر رکھا

ہے تاکہ شیاطین سے تحفظ ہو سکے، اسی طرح اس نے انسانوں کو آفات سے محفوظ رکھنے کے لیے فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمَنْ خَلْفَهُ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ (سورة الرعد: 11)

”اس (انسان) کے لیے باری باری آنے والے (فرشتے) ہیں، اس کے آگے سے اور اس کے پیچھے سے، وہ اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔“ یہ حفاظت اکثر اوقات ایسے غیر شعوری طریقوں سے ہوتی ہے کہ انسان کو اس کا علم تک نہیں ہوتا اور جب کبھی معمولی سا علم ہوتا ہے تو انسان کی زبان سے بے ساختہ ایسے الفاظ نکلتے ہیں کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے موت کے منہ سے بچالیا۔

اور اسی طرح انسانوں کے اعمال کو محفوظ کرنے کے لیے کراماً کا تین مقرر کر رکھے ہیں۔ (دیکھیے: سورۃ الانفطار، آیت : 10-12)

جس طرح ستارے دن کے وقت نظر نہیں آتے اور رات ہوتے ہی چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں، اسی طرح انسانوں کے اعمال، نامہ اعمال میں محفوظ کر رکھے ہیں جو انسانوں کو نظر نہیں آتے اور قیامت کے دن ہر ایک کے سامنے چمکتے ہوئے نظر آئیں گے۔

انسانی تخلیق سے عبرت:

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۚ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۚ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۝

احکام الہی سے انکار کا بڑا سبب دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کا انکار ہے۔ ہر باغی افراد کے پیچھے یہی نظریہ ہوتا ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں عقیدہ حشر کو بہت زیادہ اور بہت تاکید کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس جگہ بھی مادہ پرست اور عقل کے پجاریوں کو عقلی دلیل سے سمجھایا گیا ہے کہ انسان اپنی پیدائش پر غور کر لے کہ کس چیز سے، کس انداز میں پیدا کیا ہے؟ مادہ منویہ کے جوش دار ایک قطرہ میں ہزاروں سپرم میں سے ایک پیدا کیا جو طاقور

ذَاتُ الرَّجْعِ (بارش برسانے والا) کہنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آبی بخارات اٹھ کر آسمان کی بلندیوں کی طرف جاتے ہیں۔ اور بلندیوں کی ٹھنڈک ان بخارات کو دوبارہ پانی میں تبدیل کر دیتی ہے تو وہ بارش کی صورت میں زمین پر برستے ہیں۔

جب زمین پر بارش ہوتی ہے تو ننھی جڑی بوٹیاں اور پودا جات زمین کو چیر کر باہر نکل آتے ہیں اس لیے زمین کو ”ذَاتُ الصَّدْعِ“ کہا گیا ہے کیونکہ زمین سخت ہونے کے باوجود نرم و نازک کوئلوں کو پھٹ کر باہر نکلنے کا راستہ دیتی ہے۔

ان آیات میں بھی قیامت کے منکرین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ جس طرح مردہ زمین پر بارش آنے سے اس میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے اور طرح طرح کی نباتات زندہ ہو کر نکل آتی ہیں۔ اسی طرح قیامت کے دن قبریں پھٹ جائیں گی اور تمام انسان زندہ ہو کر نکل آئیں گے اور زندگی بھر کے اعمال سامنے ہوں گے۔

اس لیے یہ تمام باتیں حقیقت پر مبنی ہیں اور فیصلہ کن حقائق ہیں، کوئی ہنسی مذاق کی باتیں نہیں ہیں، یہ مفہوم اس وقت ہوگا جب **(إِنَّهُ لَقَوْلُ فَضْلٍ)** کی ضمیر ”رَجْع“ کی طرف ہو اور ”رَجْع“ سے مراد دوبارہ پلٹنا ہو۔ بعض مفسرین نے **(إِنَّهُ)** ضمیر سے مراد قرآن مجید لیا ہے۔ اس اعتبار سے مفہوم یہ ہوگا کہ قرآن نے قیامت اور حشر و نشر کی جو باتیں بیان کی ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہیں اور یہ کوئی ہنسی و مذاق پر مشتمل ناولوں کی کتاب نہیں ہے بلکہ جو کچھ اس میں بیان کیا گیا ہے وہ عین حقیقت ہے۔

معرکہ حق و باطل

إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۖ وَأَكِيدُ كَيْدًا ۖ فَمَهْلِكُ الْكَافِرِينَ أَهْمَهُمْ ۖ رُوءِيًا ۖ

جس طرح تمام حیوانات کو دن کی روشنی خوشی کا باعث ہوتی ہے سوائے چکا ڈ کے۔ اس کو دن کی روشنی ایک لمحہ بھی برداشت نہیں، اسی طرح باطل پرستوں کو قرآن حکیم کی روشنی ایک لمحہ بھی نہیں بہاتی بلکہ وہ ہمہ وقت اس روشنی کو بجھانے کی تگ و دو میں ہوتے ہیں، اور قرآن اور مسلمانوں کے خلاف الزام تراشی اور طوفان بدتمیزی برپا کرتے رہتے ہیں۔ اور قرآن کریم کو نازل کرنے والے اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام کو غالب کرنے کا وعدہ فرما رکھا ہے۔

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نَوْرَ اللَّهِ بِأَفْوَهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورُكَ وَلَوْ

كَرِهَ الْكَافِرُونَ (سورة التوبة، آیت : 32)

”وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہوں سے بجھا دیں اور اللہ انکار کرتا ہے مگر یہ کہ وہ اپنے نور کو پورا کرے، خواہ کافر لوگ برا جائیں۔“

ان آیات میں بھی یہی فرمایا گیا ہے کہ کفر حق کو دبانے کی ہزار تدبیر کر رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے تمام مکر و فریب کو ناکام کرنے کا عزم کر رکھا ہے، بس ان کے دن گئے جا چکے ہیں۔ اہل ایمان کو چاہیے کہ حوصلہ سے کام لیں اور ان کافروں کو تھوڑی مدت تک مزید برداشت کریں، ان لوگوں کے کرتوتوں کا انجام جلدی ہی ظاہر ہونے والا ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان سے کیا ہوا وعدہ پورا ہوا، چند سالوں میں کفر کا خاتمہ ہوا اور چار سو حق کا غلبہ ہوا۔

سوالات صفحہ نمبر 40 پر ملاحظہ فرمائیں

خود دین کے بغیر نظر نہیں آ سکتا۔ انسان کا بچہ پیدائش کے وقت اس جڑوٹہ سے دس کروڑ گنا بڑا اور چھ ارب گنا وزنی ہوتا ہے۔ کن کن مراحل سے گزرا کر ایک جیتا جاگتا انسان بنا دیا جس میں مکمل اعضاء، قوت، عقل اور ادراک سب کچھ موجود ہوتا ہے۔ ایک متوسط قد کا انسان دو کروڑ ارب خلیوں سے بنا ہوتا ہے۔ نازک ترین خلیہ کی جسامت ایک ملی میٹر کے دس لاکھویں حصے کے برابر ہوتی ہے۔ ان خلیوں کے اندر ہزاروں جین ہوتے ہیں اور ہر جین ایک ایسے عجیب مالیکیول سے بنتا ہے جسے D.N.A کہا جاتا ہے۔ ہر انسان کی زندگی کا لائحہ عمل، قد، جسم کا رنگ، بالوں کا رنگ سب کچھ D.N.A کی ٹیپ میں ریکارڈ ہوتا ہے۔ اگر ایک D.N.A کی تفصیل کاغذوں میں لائی جائے تو بڑے سائز کے ایک لاکھ صفحات میں آئے گی۔ جو ذات اس قدر لطیف و خمیر ہے وہ دوبارہ انسان کو زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟ اگر انسان غور کرے تو اللہ تعالیٰ کے یہ حیرت انگیز کارنامے، انسان کی دوبارہ زندگی سے زیادہ حیرت انگیز ہیں۔ اب جو انسان ان کارناموں کو محض اتفاقات کا نتیجہ سمجھے اور انسان کے دنیا میں آنے کا کوئی نتیجہ نہ سمجھے بس حیوانات کی طرح کھانا پینا اور مر جانا قرار دے، وہ یہ دعویٰ کیوں نہیں کر دیتا کہ انسانوں کے بنائے ہوئے فیکٹری اور کارخانے اتفاقات کا نتیجہ ہیں، شہروں اور ملکوں کا وسیع و عریض نظام خود بخود وجود میں آ گیا ہے اور خود ہی چل رہا ہے اور ان کا کوئی نتیجہ نہیں ہے۔ یقیناً ایسے عقل کے دشمنوں اور ہٹ دھرموں کا علاج ڈنڈا ہے، جس کا ایک وقت مقرر ہو چکا ہے۔

پوشیدہ راز کھلنے کا دن:

إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۖ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ۖ فَمَأَلَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا تَلْوِي ۖ

انسان پر ایک ایسا وقت گزر چکا ہے کہ اس کا نام و نشان تک نہ تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے پانی سے تخلیق کی جس کا نام لیتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ یقیناً وہ دوبارہ زندہ کر کے حساب لینے پر قادر ہے۔ اس دن انسان کے تمام پوشیدہ راز ظاہر ہو جائیں گے۔ یعنی انسان کے ارادے، عقائد اور نظریات جس کا علم خود انسان کے علاوہ کسی کو نہیں ہوتا وہ سب ظاہر ہو جائیں گے۔ لیکن اس کے لیے ایک دن مقرر ہے اس سے پہلے مکمل ظہور نہ ہوگا۔ جیسے مٹی میں پڑے ہوئے نیم مردہ بیج و جڑیں عرصہ طویل سے چھپی ہوئی ہوتی ہیں جب ان کے اُگنے کا موسم آتا ہے تو تمام ظاہر ہو جاتی ہیں۔

پھر اس دن ہر انسان نے زندگی بھر کے اعمال کا نتیجہ ضرور پانا ہوگا۔ دنیاوی معاملات والا سلسلہ نہ ہوگا کہ گرفتار ہونے والا جرم اپنی قوت و دولت کے بل بوتے پر یا سفارش کی وجہ سے بری ہو جاتا ہے بلکہ وہاں کسی کو پاؤں اٹھانے کی سکت نہ ہوگی اور ہونٹوں کو جنبش تک کی مجال نہ ہوگی۔

قرآن کی حقانیت:

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۖ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۖ إِنَّهُ لَقَوْلُ فَضْلٍ ۖ وَمَا هُوَ بِأَلْهُولٍ ۖ

”الرَّجْع“ کا معنی لوٹنا یا لوٹانا ہے۔ مجازاً یہ لفظ بارش پر بولا جاتا ہے، جیسے امام مجاہد نے اس کی تفسیر بارش کی ہے۔ (بخاری، بعد حدیث : 4940)

چونکہ بارش بار بار پلٹ کر برستی ہے، اس لیے اسے ”رَجْع“ کہتے ہیں۔ اور آسمان کو